اردو ڈیجیٹل پیپر
روزنامہ
کانگریس درپن
پٹنہ،16، جون، اتوار
بہار پردیش کانگریس سیوادل، صداقت آشرم، پٹنہ-10 بہار

جمہوریت کی اصل طاقت عوام کے ہاتھ میں ہے

2024 کا لوک سبھا الیکشن عوامی مسائل پر تھا۔ انتخاب ملک کے متنوع رنگوں-تنوع میں اتحاد کے بارے میں تھا۔محترمہ پرینکا گاندھی واڈرا

اگر ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو کانگریس لوک سبھا اسپیکر کے لیے امیدوار کھڑا کرے گی

دہلی؛ 15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) اگر اسے لوک سبھا میں ڈپٹی اسپیکر کا عہدہ نہیں ملتا ہے تو کانگریس اسپیکر کے عہدے کے لیے انتخابات میں اپنا امیدوار کھڑا کرسکتی ہے۔ آپ کو بتا دیں کہ 18 ویں لوک سبھا کا پہلا اجلاس 24 جون سے شروع ہونے جا رہا ہے۔ اس کے بعد لوک سبھا میں اسپیکر کے عہدے کے لیے 26 جون کو انتخابات ہونے ہیں۔ سیاسی حلقوں میں خیال کیا جا رہا ہے کہ سپیکر کے انتخاب میں اپوزیشن بھی اپنا امیدوار کھڑا کرسکتی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ 4 جون کو لوک سبھا انتخابات 2024 کے نتائج کا اعلان ہونے کے بعد سے اسپیکر کے عہدے کے لیے رسہ کشی جاری ہے، جواب تک نہیں رکی ہے۔ اس میں بی جے پی کی قیادت والی این ڈی اے کو 293 سیٹیں ملی ہیں۔ جبکہ انڈیا الائنس نے 234 سیٹیں جیتی ہیں۔ نتیش اور نائیڈو کا کردار دوسری جانب اسپیکر کے عہدے کے انتخاب میں نتیش کمار کی جے ڈی یو اور چندرا بابو نائیڈو کی پارٹی ٹی ڈی پی اہم کردار ادا کرے گی۔ جہاں جے ڈی یو کے پاس 12 ارکان پارلیمنٹ ہیں، وہیں ٹی ڈی پی اپنے 16 ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ این ڈی اے حکومت کا حصہ بن گئی ہے۔ ایک اور میڈیا رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں بی جے پی کے لوک سبھا اسپیکر کے امیدوار کی حمایت کریں گی۔ جے ڈی یو لیڈر کے سی تیاگی نے ایک دن پہلے کہا تھا کہ ان کی پارٹی اور ٹی ڈی پی بی جے پی کی قیادت والی این ڈی اے حکومت کا حصہ ہیں اور وہ لوک سبھا اسپیکر کے عہدے کے لیے بی جے پی امیدوار کی حمایت کریں گے۔ تیاگی نے مزید کہا جے ڈی یو اور ٹی ڈی پی مضبوطی سے این ڈی اے میں ہیں۔ ہم بی جے پی کی طرف سے (اسپیکر کے لیے) نامزد کردہ شخص کی حمایت کریں گے۔ اپوزیشن کا موقف یہاں، عام آدمی پارٹی نے ٹی ڈی پی اور جے ڈی یو سے کہا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ لوک سبھا اسپیکر دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک سے ہو۔ اے اے پی نے ایک بیان میں کہا کہ یہ ان کے مفاد کے ساتھ ساتھ آئین اور جمہوریت کے مفاد میں بھی ہوگا۔ اسی وقت راجستھان کے سابق وزیر اعلی اشوک گہلوت نے الزام لگایا کہ اگر بی جے پی لوک سبھا اسپیکر کا عہدہ برقرار رکھتی ہے تو اس کے اتحادیوں ٹی ڈی پی اور جے ڈی یو کے ممبران پارلیمنٹ کی ہارس ٹریڈنگ ہوسکتی ہے۔

سچ یہ ہے کہ نریندر مودی پیپر لیک کے بغیر کوئی امتحان نہیں لے سکتے: کانگریس

دہلی؛ 15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) 24 لاکھ بچوں نے NEET-2024 کے امتحان میں 1 لاکھ میڈیکل سیٹوں پر داخلہ لینے کے لیے شرکت کی تھی۔ لیکن افسوس دوسرے امتحانات کی طرح، NEET کے پیپر میں بھی خرابی تھی اور پیپر لیک ہوگیا۔ ملک کے میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لیے ہر سال NEET کا امتحان لیا جاتا ہے، جس میں لاکھوں بچے ڈاکٹر بننے کے خواب کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ سارا معاملہ سمجھیں۔ - یہ گھوٹالہ اس وقت سامنے آیا جب NEET-2024 کے نتائج میں ریکارڈ 67 بچوں نے ٹاپ کیا، جنہوں نے 720 میں سے 720 نمبر حاصل کیے۔ چھ ٹاپر بچے ہریانہ کے ایک ہی مرکز سے تھے۔ - کچھ بچوں کو NEET کے نتائج میں 718 اور 719 نمبر ملے، جو ممکن نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ NEET میں ہر سوال میں 4 نمبر ہوتے ہیں اور ایسے نمبر منفی مارکنگ کے بعد حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ حال ہی میں، بہار اور گجرات میں NEET امتحان میں دھوکہ دہی کرنے والوں کا پردہ فاش ہوا ہے، لیکن پھر بھی مودی حکومت میں وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان بے شرمی سے NEET میں دھاندلی کی تردید کر رہے ہیں۔ یہ ملک کے لاکھوں بچوں کی محنت اور ان کے والدین کی محنت کی کمائی کی توہین ہے۔ یہ ان کے خوابوں اور امیدوں پر ایک ظالمانہ مذاق ہے۔ مودی سرکار کی سرپرستی میں پیپر لیک مافیا پیسے دو اور پیپر لو[illegible] کا کھیل چلا رہا ہے۔ جس نے ملک کے لاکھوں بچوں کی زندگیاں اجاڑ دی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ نریندر مودی پیپر لیک کے بغیر کوئی امتحان نہیں لے سکتے۔ اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ NEET گھوٹالہ کی سی بی آئی جانچ ہونی چاہیے اور طلبہ کو انصاف ملنا چاہیے۔

تیجسوی ہوئے لال پیلے۔ کہا- حیرت انگیز اندھیرا مچا دیا

نئی دہلی؛ 15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) اپوزیشن لیڈر تیجسوی یادو نے کہا ہے کہ بی جے پی کی حکومت مرکز میں ہو یا ریاست میں، پیپر لیک ہونا یقینی ہے۔

NEET پیپر لیک ایک بہت سنگین معاملہ ہے۔ زیرحراست مجرم اعتراف کر رہا ہے کہ پیپر لیک ہوا ہے۔ امیدوار، والدین، طلباء، نوجوان سب پریشان ہیں۔ سارا نظام مشکوک ہے۔ تیجسوی یادو نے کہا کہ این ڈی اے حکومت اوپر سے نیچے تک اس قدر مغرور ہے کہ وہ ملک میں امتحانات کی ساکھ کو پوری طرح نظر انداز کر رہی ہے اور ثبوتوں سے انکار کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیپر لیک ہونے کے ثبوت عام ہونے، تحقیقات، گرفتاری اور سازش کرنے والوں کے جرم میں داخل ہونے کے بعد بھی مرکزی حکومت یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ NEET امتحان میں کچھ دھاندلی ہوئی ہے۔ تیجسوی نے کہا کہ تمام ثبوت سامنے ہیں۔ لیکن مرکزی وزیر تعلیم اس قدر جاہل ہیں کہ وہ یہ ماننے کو تیار نہیں کہ کچھ غلط ہوا ہے۔ مغرور مودی سرکار اس طرح سوئی ہوئی ہے کہ لاکھوں امیدواروں کے خوابوں کو بھی آگ لگ جائے اسے کوئی پروا نہیں۔ انہوں نے ملک میں بڑے اندھیرے پیدا کیے ہیں۔

ہریانہ میں 5 سیٹیں جیتی، پھر بھی ہنگامہ ہوا، کماری سیلجا نے تسلیم کیا کہ کانگریس میں گٹ بندی ہے

چنڈی گڑھ؛ 15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) لوک سبھا انتخابات میں جہاں ریاستی کانگریس اس بار ہریانہ میں پانچ سیٹوں پر جیت کے ساتھ مضبوطی سے ابھری ہے، وہیں انتخابی نتائج کے بعد ٹکٹوں کی تقسیم کو لے کر جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ الیکشن جیتنے والے چار ممبران پارلیمنٹ بھوپیندر سنگھ ہڈا کی قیادت میں اتحاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں، لیکن کماری سیلجا اس سے ہٹ رہی ہیں۔ وہ ہر روز اپوزیشن لیڈر بھوپیندر سنگھ ہڈا کے فیصلوں پر سوال اٹھا رہی ہیں۔ تاہم، رندیپ سرجے والا اور کرن چودھری نے ایس آر کے کے دھڑے میں خاموشی برقرار رکھی ہے۔ سرسا سے ایم پی بننے کے بعد سیلجا نے ہریانہ میں ضلعی سطح پر اپنے حامیوں کو متحرک کرنا شروع کر دیا ہے۔ حامیوں سے ملاقاتوں کے دوران سیلجا لوک سبھا انتخابات میں ٹکٹوں کی تقسیم کو لے کر مسلسل بیانات دے رہے ہیں۔ شیلجا نے یہ بیان دے کر سب کو حیران کر دیا ہے کہ امبالہ میں ورون ملانا کو ان کی سفارش پر ٹکٹ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے گڑگاؤں اور بھیوانی-مہیندر گڑھ میں ٹکٹوں کی تقسیم پر سوال اٹھائے ہیں۔ سلجا نے یہ کہا باس ایم پی کماری سیلجا نے کہا کہ ٹکٹوں کی تقسیم بہتر طریقے سے ہو سکتی تھی۔ سلجا نے اپنی ہی پارٹی سے سوال کیا کہ امیدوار درآمد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ انہوں نے اعتراف کیا کہ کانگریس میں دھڑے بندی ہے۔ مشورہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر ہم اسی طرح 'تیرا اور میرا' کرتے رہے تو مشکل ہو جائے گی۔ آئندہ اسمبلی انتخابات کے تعلق سے شیلجا نے کہا کہ انچارج غیر جانبدار ہوں گے۔ ٹکٹ میرٹ کی بنیاد پر دیے جائیں۔ سی ایم کے عہدے کے بارے میں شیلجا نے کہا کہ اس کا فیصلہ ہائی کمان کرے گا۔ ادے بھن نے بھی سیلجا کے خلاف محاذ کھولا۔ بھوپیندر سنگھ ہڈا جہاں اس پورے واقعہ پر خاموش ہیں وہیں ریاستی کانگریس صدر ادے بھان نے بھی سیلجا کے خلاف محاذ کھول دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ پارٹی میں سینئر ہیں۔ انہیں جو کچھ کہنا ہے، پارٹی کے پلیٹ فارم پر کہنا چاہیے۔ جمعہ کو جاری ایک بیان میں کانگریس صدر نے کہا کہ ٹکٹوں کی تقسیم میں بہتری آئی ہے اور اسی وجہ سے کانگریس نے ہریانہ میں پانچ سیٹیں جیتی ہیں۔ ہریانہ میں بھی کانگریس کا گراف بلند ہوا ہے۔ کماری سیلجا کو عوام میں یا میڈیا میں اس طرح کے بیانات نہیں دینے چاہئیں۔ کانگریس اس الیکشن کے بعد مضبوط ابھری ہے اور ریاستی اسمبلی انتخابات میں 70 سے زیادہ سیٹیں جیت کر حکومت بنائے گی۔

کانگریس صدر ملکارجن کھرگے نے کہا- این ڈی اے حکومت غلطی سے بنی تھی، زیادہ دیر نہیں چلے گی

نئی دہلی؛15 جون24 (نمائندہ، کانگریس درپن) کانگریس صدر ملکارجن کھرگے کا دعویٰ ہے کہ این ڈی اے حکومت زیادہ دیر نہیں چلے گی اور یہ کسی بھی وقت گر سکتی ہے۔ کھرگے نے کہا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کو اپنے اتحادیوں کو متحد رکھنے میں کافی پریشانی کا سامنا ہے۔ بنگلور میں میڈیا سے بات کرتے ہوئے ملکارجن کھرگے نے کہا کہ غلطی سے این ڈی اے حکومت بنی تھی۔ مودی جی کے پاس مینڈیٹ نہیں ہے، یہ اقلیتی حکومت ہے۔ یہ حکومت کسی بھی وقت گر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ یہ جاری رہے، یہ ملک کے لیے اچھا ہونا چاہیے، ہمیں ملک کو مضبوط کرنے کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے.※ قابل ذکر ہے کہ 543 ممبران والی لوک سبھا میں اکثریتی تعداد 272 ہے، لیکن بی جے پی اکثریت کے اعداد وشمار سے بہت پیچھے رہی اور صرف 240 سیٹیں جیت سکی۔ ایسے میں بی جے پی حکومت بنانے کے لیے این ڈی اے کے اتحادیوں پر منحصر ہے۔ ان میں 16 سیٹیں جیتنے والی ٹی ڈی پی، 12 سیٹیں جیتنے والی جے ڈی یو اور ایکناتھ شندے کی شیوسینا (7) اور ایل جے پی (5) نمایاں ہیں۔ جے ڈی یو نے کھرگے کے بیان پر جوابی حملہ کیا اور ان سے پوچھا کہ جب کانگریس نے مخلوط حکومت بنائی تو ان کے وزیر اعظم کا اسکور کارڈ کیا تھا؟ آپ کو بتاتے چلیں کہ 1991 کے لوک سبھا انتخابات میں کانگریس نے اتنی ہی سیٹیں جیتی تھیں جتنی بی جے پی نے 2024 میں جیتی ہیں۔ بغیر کسی واضح اکثریت کے، کانگریس نے پی وی نرسمہا راؤ کی قیادت میں اقلیتی حکومت بنائی۔ تاہم پی وی نرسمہا راؤ نے چھوٹی پارٹیوں کو توڑ کر اپنی اقلیتی حکومت کو دو سال کے اندر اکثریتی حکومت میں تبدیل کر دیا۔

ریاستی کانگریس بھوپال میں 15 جون سے 15 اگست تک 2 ماہ کی مہم شروع کرے گی

مدھیہ پردیش؛15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) مدھیہ پردیش کے انتخابات میں مسلسل شکست کو دیکھتے ہوئے کانگریس اب اپنی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لیے اگلے 10 سال کا ایکشن پلان بنائے گی۔ اس کے لیے کانگریس 15 جون سے ذہن سازی کی مہم شروع کرنے جارہی ہے۔ اس میں پارٹی کے تمام سینئر لیڈر بلاک سطح پر جائیں گے اور پارٹی کو مضبوط کرنے کے لئے پارٹی عہدیداروں سے پنچایت ضلع کے عہدیداروں سے تجاویز لیں گے۔ یہ فیصلہ کانگریس کے ریاستی دفتر میں منعقدہ لوک سبھا امیدواروں اور سرکردہ لیڈروں کی جائزہ میٹنگ میں لیا گیا۔ کانگریس 15 جون سے اگلے انتخابات کی تیاری کررہی ہے۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری اور مدھیہ پردیش کے انچارج جتیندر سنگھ نے جائزہ اجلاس کے بعد صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جائزہ میٹنگ میں موصول ہونے والی رائے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انتخابی نتائج کے اعلان کے بعد 4 جون کو کانگریس 15 جون کو میٹنگ کرے گی۔ اگلے آنے والے انتخابات کی تیاری شروع کردے گی۔ کانگریس منتھن پروگرام شروع کررہی ہے۔ یہ پروگرام 15 جون سے شروع ہوگا۔ اس میں پارٹی کے سبھی سینئر لیڈر بلاک سطح تک جائیں گے اور بوتھ، ڈویژن اور سیکٹر سے لے کر جن پد پنچایت اور میونسپلٹی کے اراکین سے بات کریں گے۔ اس میں تجاویز لی جائیں گی کہ کس طرح تنظیم کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ مدھیہ پردیش کی ترقی کو آگے بڑھانے کے لیے پارٹی کا ایکشن پلان کیا ہونا چاہیے؟ نچلی سطح سے تجاویز لینے کے بعد ریاستی سطح پر مختلف ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے گا۔ اس میں یہ طے کیا جائے گا کہ تنظیم کو مضبوط بنانے کے لیے کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں نوجوان خواتین اور مختلف طبقوں کے لوگوں کو پارٹی سے کیسے جوڑا جائے؟ مدھیہ پردیش میں اگلے 10 سالوں کے لیے کانگریس کے لیے روڈ میپ بنایا جائے گا۔ یہ پروگرام 15 جولائی تک چلے گا۔امیدواروں کی تنظیم سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ کانگریس کے ریاستی انچارج جتیندر سنگھ نے کہا کہ جائزہ میٹنگ کے دوران لوک سبھا کے انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں نے اپنے خیالات پیش کیے۔ مقامی سطح پر تنظیم یا پارٹی قائدین سے کسی کو کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ تمام قائدین نے متحد ہوکر الیکشن لڑا۔ کسی سے اور جو خلافت میں جارہے تھے ان سے کوئی ناراضگی نہیں۔ ان سب نے الیکشن کے دوران پارٹی چھوڑ دی۔سرکاری مشینری کے غلط استعمال کا الزام جتیندر سنگھ نے الزام لگایا کہ ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت نے انتخابات میں سرکاری مشینری کا غلط استعمال کیا۔ الیکشن کمیشن، انتظامیہ نے بی جے پی کارکنوں کے طور پر کام کیا۔ الیکشن جیتنے کے لیے ذات، مذہب اور علاقے کی بنیاد پر پورا الیکشن کرایا گیا،لیکن مدھیہ پردیش کے لوگوں نے بی جے پی کا اصلی چہرہ دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس نے انتخابات میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مدھیہ پردیش اور پورے ملک میں چونکا دینے والے نتائج آنے والے ہیں۔

بہار بی جے پی یونٹ یوپی بی جے پی یونٹ کے مفاہمت

پٹنہ؛15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) بہار BJP نے یوپی، BJP سے کہا کہ ہم صرف کان بنے رہے، لیکن آپ پوری طرح اندھے ہوگئے۔ کیا یہ مضحکہ خیز نہیں ہے؟؟ اب آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ کیا ہوا!!!! دراصل لوک سبھا انتخابات کے دوران ایک پوسٹر گردش کررہا تھا کہ بہار+ یوپی آئی اور مودی سرکار چلی گئی۔ کم و بیش وہی ہوا لیکن ایک چھوٹی سی غلطی رہ گئی۔ تاہم اس کو غلطی کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اگر ہم 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں اتر پردیش کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں، تو این ڈی اے کو یوپی میں تقریباً 3 کروڑ 75 لاکھ ووٹ ملے، جب کہ انڈیا الائنس کو تقریباً 3 کروڑ 81 لاکھ ووٹ ملے۔ یعنی ہندوستان کو این ڈی اے سے زیادہ ووٹ ملے۔ اعداد و شمار کے مطابق یوپی میں تقریباً 17 سیٹیں ایسی تھیں جہاں جیت یا ہار کا مارجن بہت کم تھا۔ اگر بھارتی اتحاد کو یہ سیٹیں مل جاتیں تو آج کھیل کچھ اور ہوتا۔ دوسری طرف، اگر ہم بہار کی بات کریں، تو

ایک طرف این ڈی اے اور یو پی اے کے درمیان 2019 میں ووٹ فیصد کا مارجن 27 فیصد سے زیادہ تھا، وہیں دوسری طرف 2024 میں یہ مارجن صرف 9 فیصد رہ گیا۔ اس کا مطلب ہے، این ڈی اے کے مقابلے، انڈیا الائنس نے 36 فیصد سے زیادہ ووٹ شیئرنگ کے ساتھ بہار میں 1 کے مقابلے میں تقریباً 10 سیٹیں جیتیں۔ اب ان تمام اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے اگر بہار بی جے پی کی منفی قیادت صرف یوپی بی جے پی سے لڑرہی ہے تو اس میں غلط کیا ہے؟ یوپی بی جے پی صرف اسی کی مستحق ہے...!!! بھارتی اتحاد کے کارکن بہار میں بی جے پی کے کارکنوں سے زیادہ قابل اور سمجھدار ہیں۔ ، دراصل، بی جے پی میں ایک نیا رجحان شروع ہوا ہے، اور وہ ہے درآمد شدہ اور تنخواہ دار کارکنوں کا رجحان اور اس رجحان کو مودی جی اور امیت شاہ جی کی قیادت نے تیار کیا ہے۔ تاہم آر ایس ایس کے سرسنگھ چالک موہن بھاگوت نے بھی ناگپور کے سنگھ شکشا ورگا میں اس معاملے پر تبصرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سنگھ کے سینئر لیڈر اندریش کمار نے بھی مودی جی کے تکبر پر تبصرہ کیا ہے۔قابل ذکر ہے کہ بی جے پی کے پاس تجربہ کار اور نظریاتی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد ہے، جن سے صرف پوچھنے کی ضرورت ہے، لیکن بی جے پی کی موجودہ اعلیٰ قیادت ان کو چھونا بھی نہیں چاہتی۔ چونکہ پوری بی جے پی اب ایک شخص کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن چکی ہے، اس لیے وہ ایسے تجربہ کار کارکنوں کو ملازمت دینے میں خود کو غیر محفوظ محسوس کرتی ہے۔ اس لیے

یہاں درآمد شدہ تنخواہ دار ورکرز کا رجحان شروع ہوا۔
جس طرح کارپوریٹس میں عملہ ہوتا ہے، اسی طرح پارٹی
کے کارکن بھی عملے کی طرح کام کرتے ہیں اور انہیں
تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ لہذا، آپ آسانی سے ان
کے تجربے کا تصور کر سکتے ہیں. یہاں تک کہ قومی سطح
سے لے کر ریاستی اور ضلعی سطح تک کے دفاتر
کارپوریٹ انداز میں چلائے جاتے ہیں۔ اگر ہم
ہندوستان اتحاد کی بات کریں تو وہ کانگریس پارٹی ہو یا
آر جے ڈی۔ تمام پارٹیوں میں سیاسی ماحول ہے اور
سب کے کارکن انتہائی مستعد ہیں اور ہر ووٹر کے گھر پہنچ
کر ان کے دروازے پر دستک دیں گے۔ اس لیے
ان کا کام کرنے کا طریقہ بی جے پی کے تنخواہ دار
کارکنوں سے کہیں بہتر اور پختہ ہے۔ کیونکہ وہاں کوئی
ملازم نہیں ہے۔ لوگ وہاں سیاسی جنون کی طرح کام
کرتے ہیں۔ مودی-شاہ کی جوڑی اپنی پارٹی کے کسی
لیڈر سے نہیں پوچھتی۔ چاہے وہ اتر پردیش میں یوگی
آدتیہ ناتھ ہوں یا مہاراشٹر میں نتن گڈکری، مدھیہ
پردیش میں شیوراج سنگھ چوہان ہوں یا راجستھان میں
وسندھرا ہوں یا چھتیس گڑھ میں رمن سنگھ ہوں یا بہار
میں مرحوم سشیل مودی۔ مودی اور شاہ کی جوڑی کسی
پارٹی لیڈر سے نہیں پوچھتی۔ نہ وہاں ٹکٹوں کی تقسیم میں
اور نہ وہاں کی تنظیم میں۔ مثال کے طور پر یہ سمجھ لیں کہ
یہ لوگ نہ صرف ملک کے لیے آمر ہیں بلکہ اپنی پارٹی
اور تنظیم کے لیے اس سے بھی بڑے آمر ہیں۔ کسی
لیڈر کو اپنے فیصلوں پر تنقید کرنے کی جرات کیسے ہوئی؟
یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ چند منٹوں میں مارے جائیں گے۔
اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔، انہوں نے چن چن کر
پرانی قیادت کو پس پشت ڈال دیا۔، لال کرشن اڈوانی
ہوں یا مرلی منوہر جوشی۔ خواہ وہ اوما بھارتی ہوں یا
سمترا مہاجن۔ پرانے لیڈروں کی ایک لمبی فہرست
ہے جنہیں مودی اور شاہ کی جوڑی نے پارٹی سے نکال
دیا تھا۔ یہاں تک کہ گجرات کے ایک اہم وزیر اور
ہرین پانڈیا جیسے بی جے پی لیڈر کی موت کی بھی
تحقیقات نہیں ہو سکی۔ وشو ہندو پریشد کے فائر برانڈ
لیڈر پروین بھائی توگڑیا، جن کے سکوٹر پر نریندر
مودی تنظیم کا کام کرتے تھے، کو بے دردی سے ختم کر
دیا گیا اور وشو ہندو پریشد کے زور پر مودی جی کو وزیر
اعظم کا عہدہ ملا۔ مودی جی نے اپنے ہاتھوں اس
تنظیم کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ کاغذ پر کوئی بھی دائرہ
کھینچا جائے، سچ یہ ہے کہ آج وشو ہندو پریشد مکمل طور
پر ختم ہو چکی ہے۔ ایک وقت تھا جب بی جے پی اپنے
مخالفین کی بھی عزت کرتی تھی۔، جب بی جے پی کا
نام آتا ہے تو سب سے پہلے اٹل جی اور اڈوانی جی کا
نام ذہن میں آتا ہے۔ اپوزیشن پارٹیوں کے لوگ
بھی انہیں آج احترام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن
ذرا مودی اور شاہ کی جوڑی کو دیکھیں جو پارٹی میں
ان کی وراثت کو سنبھال رہے ہیں۔ وہ کیسے اپنے
مخالفین کو غلط طریقے سے دبا کر جمہوریت کا قتل کر
رہے ہیں۔ یہ بات مشہور ہے۔ ان کے ساتھ ان
کا رویہ ایسا ہے جیسے یہ ان کی سیاسی دشمنی نہیں بلکہ
ذاتی دشمنی ہے۔ ملک کی جمہوری تاریخ میں ایسا پہلے
کبھی نہیں ہوا۔ تاہم موجودہ رویے سے یہ صاف نظر آتا
ہے کہ مودی جی بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیے بہادر شاہ ظفر
ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور پارٹی کو برباد نہ ہونے
دیں۔

صرف سوچو
شمشیر کانڈیلیا

آج مورخہ 2024.6.15 کو جھارکھنڈ پردیش یوتھ کانگریس کی ہدایات کے مطابق جامتارا ضلع یوتھ کانگریس کے صدر تنویر
عالم جی کی قیادت میں ضلع یوتھ کانگریس کے ساتھیوں کے ساتھ میہجام چوک پر #NEET امتحان میں دھاندلی کے خلاف
احتجاج کیا اور انصاف کا مطالبہ کیا۔ NEET کے امیدواروں کے لیے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کا پتلا جلایا گیا۔
اس موقع پر ریاستی اور ضلعی عہدیدار، سٹی صدر، بلاک صدر اور نوجوان دوست موجود تھے۔

دہلی کے باشندے پانی کے بحران کا سامنا، دہلی کرے گی تختہ پلٹ

دہلی؛ 15 جون 24 (نمائندہ، کانگریس درپن) دہلی پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر شری دیویندر یادو جی کی اپیل پر سندیپ جی، رجنیش جی، جگدیش بادسیوال، راجندر کھٹانہ، سنیتا گوتم، رمیش سیماپوری، نانگلوئی، کرول باغ، پٹیل نگر ایسٹ، دیونگر، شالیمار باغ جنوبی، دلشاد گارڈن میں۔ وارڈ 219. کوشک، اشوک بگھیل جی نے مقامی باشندوں کے ساتھ مل کر برتن توڑا اور دہلی اور مرکزی حکومت کو پانی کے بحران میں ناکام ہونے کے خلاف خبردار کیا! عوام کے مفادات کو نظر انداز کرنے والی دہلی حکومت کو دہلی معاف نہیں کرے گا۔